محمد عبدالرحمن البازی ابن حضرت مولانا محمد موسیٰ الروحانی البازی

افغانستان اور تحریک طالبان

مسلمانوں کی تاریخ ایسے نامور سپوتوں سے بھری پڑی ہے جن کے درخشندہ کارناموں سے تاریخ کے اوراق جگمگا رہے ہیں اور جن کی تفصیل پڑھ کر بے اختیار مسلمان کا سر فخر سے بلند ہوجاتا ہے۔ انہی نامور سپوتوں میں سے ایک نام سلطان محمود غزنوی کا ہے۔ اس شیر خدا نے جرات وبہادری کی ایسی تاریخ رقم کی کہ جن کو دیکھ کر آسمان عش عش کر اٹھا، کائنات خوشی سے جھوم اٹھی اور جنکے بارے میں ڈاکٹر اقبالؒ کہتے ہیں کہ:

؎ دو نیم جن کی ٹھوکر سے صحرا و دریا   سمٹ کر پہاڑ جن کی ھیبت سے رائی

سلطان محمود غزنوی کا تعلق غزنی سے تھا جو کہ ہمارے پڑوسی ملک افغانستان کا ایک صوبہ ہے۔ دنیا میں پیار و محبت بانٹنے والے اس خطہ پر ایک کڑا وقت ایسا بھی آیا کہ جس کو دیکھ کر آسمان بھی خوب گڑگڑا کر رو دیا۔ اس دھرتی کے سینے کو ہزاروں، لاکھوں افراد کی قربان گاہ بنادیا گیا۔ چودہ سال تک خون کی یہ ہولی کھیلی جاتی رہی مگر قربان جائیں محمود غزنوی کے ان بیٹوں پر جنھوں نے اپنی جانوں کے نذرانے دے کر دشمن کو یہ باور کرایا کہ ہم اسی سلطان محمود غزنوی کے جانباز بیٹے ہیں جو وقت آنے پر اپنے مذہب اور وطن کی خاطر خالد بن ولید کی طرح ٹکڑے کرنا بھی جانتے ہیں اور وقت آنے پر اپنے مذہب اور وطن کی خاطر حضرت حمزہؓ کی طرح ٹکڑے ہونا بھی جانتے ہیں۔ بالآخر دشمن کو منہ کی کھانی پڑی اور وہ دم دبا کر بھاگنے پر مجبور ہوگیا۔ یہ ایک ایسی کامیابی تھی جس پر جتنا بھی رب کائنات کا شکر ادا کیا جائے کم ہے، کیونکہ یہ شکست کسی عام دشمن کی نہیں تھی بلکہ اپنے دور کی سپر طاقت کہلوانے والے کی شکست تھی۔ افغانستان کے ان غیور نوجوانوں نے بے سروسامانی کی حالت میں روس جیسی طاقت کو شکست دے کر نا صرف چودہ سو سال پہلے والے دور رفتہ کی یاد تازہ کی بلکہ یہ نقطہ بھی سمجھا دیا کہ:

؎ فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو   اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

مگر افسوس! کہ دشمن کے جانے کے بعد افغانستان کو جتنا نقصان اپنوں نے پہنچایا شاید دشمن نے بھی اتنا نہ پہنچایا ہو۔ خون خرابے کا بازار گرم کیا گیا، بھائی بھائی آپس میں دست وگریباں ہوئے،

اقتدار کی خاطر ان پاکیزہ قربانیوں کو نظرانداز کردیا گیا جو اس دھرتی کیلئے دی گئی تھیں ۔ دن دھاڑے ڈاکہ ، قتل وغارت ، عورتوں کی عصمت دری کرنا عام بات ہوچکی تھی ، امن وامان مفقود ہوچکا تھا ، افغانی عوام کی زندگی اجیرن ہوچکی تھی ۔انسان زندگی اور اسکی تمام تر لطافتوں سے مایوس ہوچکا تھا ۔ بالکل اسی طرح جیسے آسمانی شعلوں کی لپیٹ سے پرندے کوئی راہ نہ پائیں تو اپنے گھونسلوں میں نرم ونازک زبانیں نکالے نڈھال ہوکر پڑجاتے ہیں ۔ حسن عمل کے زندگی بخش چشمے یکسر خشک ہوچلے تھے ۔ چاروں طرف مایوس وناامید ہوکر لوگوں کی نگاہیں رہ رہ کر آسمان کی طرف اٹھتی تھیں اور ایک پکار سننے والے کو پکارپکار کر کہتی تھیں کہ " متیٰ نصراللہ " یہ وقت تھا کہ اس ظلم وتشدد وبربریت کے خزاں کو پھر سے امن ومحبت واسلام کے بہار سے بدل دیا جاتا ۔ بالآخر دعائیں رنگ لائیں ظلم کے کالے بادل دور ہونا شروع ہوئے اور رب کائنات کا سحاب کرم طالبان کی شکل میں زندہ امیدیں اور تابندہ آرزوئیں لیے افغانستان کی سنگلاخ چٹانوں پر جھوم کر آیا اور شہیدوں کی اس مبارک سرزمین پر کھل کھلاکر برسا جس سے انسانیت کی مرجھائی ہوئی کھیتیاں لہلہا اٹھیں ، اخلاق وتمدن کے پژمردہ پھولوں پر پھر سے بہار آگئی ، اعمال صالحہ کے خشک چشمے حیات تازہ کے جوئے رواں میں تبدیل ہوگئے ۔ فضائے عالم اللہ اکبر کے نغموں سے گونج اٹھی اور ہر طرف ایک نئی زندگی اور ہر سمت ہدایت ورحمت کی ہوائیں جھومتی ، مسکراتی ، مچلتی بوٹتی ایک ایسی جنت نگاہ بن گئیں جس کی ہر روش میں رضائے الہیٰ کے چشمے ابلتے اور ہر سمت عدل وانصاف کے پھول کھلتے دکھائی دے رہے ہیں ۔ " ان مع العسر یسراً " بے شک ہر مشکل کے بعد آسانی ہے ۔

یہی وہ طالبان کی شکل میں آسانی ہے جو مشکل یعنی ظلم وتشدد کے بعد آئی ۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اس تحریک کی مخالفت کی جتنی توقع یہود ونصاریٰ سے تھی اس سے کہیں بڑھ کر اپنی اسلامی برادری سے ہوئی ۔ لیکن پھر اس سے بڑھ کر خوشی وطن عزیز پاکستان ، سعودی عرب اور عرب امارات کے اس جرات مندانہ فیصلہ سے ہوئی کہ انہوں نے طالبان کی اسلامی حکومت کو تسلیم کرلیا ہے (بحمدللہ) ۔ آج اقوام متحدہ وامریکہ چیخ رہے ہیں کہ افغانستان میں وسیع البنیاد حکومت قائم کی جائے کیونکہ طالبان حکومت کی وجہ سے امریکہ کو افغانستان میں اپنی دال گلتی نظر نہیں آرہی ۔ اس لئے وہ وسیع البنیاد حکومت بنوانا چاہتا ہے اور اسکے لئے یہ پروپیگنڈہ بھی کیا جارہا ہے کہ طالبان حکومت خواتین کے حقوق سلب کررہی ہے ، مخلوط تعلیم ختم کی جارہی ہے ، خواتین کو تعلیم سے روکا جارہا ہے وغیرہ ۔ لیکن جس مذہب میں یہ امر ہوکہ تعلیم مرد وعورت کا زیور ہے اور علم حاصل کرو چاہے اس کے لئے تمھیں چین ہی کیوں نا جانا پڑے ۔ تووہ اسلامی حکومت جو اسی مذہب کی پیروکار ہے بھلا

خواتین کو کیوں تعلیم سے روکے گی ۔ طالبان حکومت بارہا یہ اعلانات کرچکی ہے کہ جیسے ہی ہمیں وسائل میسر آئے ہم خواتین کیلئے علیحدہ اسکولز ، کالجز اور یونیورسٹیاں قائم کرینگے ۔ لیکن مخلوط تعلیم کی نہ ہم آج اجازت دیتے ہیں اور نہ ہی آئندہ دینگے ۔ وہ لوگ جو نجیب وغیرہ کی حکومت سے خوفزدہ تھے ، امن وامان کے متلاشی تھے وہی لوگ آج خود کہتے ہیں طالبان کی شکل میں ہمیں رحمت کے فرشتے میسر آگئے ۔ جن علاقوں میں طالبان کی حکومت ہے وہاں اتنا امن ہے کہ شاید امریکہ ویورپ کے کسی سخت حفاظتی علاقے میں بھی نہ ہو ۔ آپ بازار میں سڑک پر نوٹوں سے بھرا ہوا بریف کیس رکھ دیں تو کل بھی اسی حالت میں ملے گا جس حالت میں آپ بریف کیس چھوڑ کر گئے تھے ۔ امریکہ ویورپ کے زیراثر عالمی ادارے واویلا کررہے ہیں کہ افغانستان میں خواتین کے حقوق سلب کئے جارہے ہیں ۔ میں ان نام نہاد دعویداروں سے پوچھنا چاہونگا کہ آخر وہ اس وقت کہاں تھے جب کابل کی لڑکیاں نجیب کے فوجیوں سے اپنی عزت بچانے کیلئے کئی کئی منزلہ عمارتوں سے کود جایا کرتی تھیں ۔ کیا اس وقت انکی آزادی وعزت سلب نہیں کی جارہی تھی ؟ امن کے ان نام نہاد دعویداروں سے میں یہ بھی پوچھنا چاہونگا کہ آخر کہاں تھے یہ اس وقت جب اقتدار کی خاطر بھائی بھائی کا گلہ کاٹ رہا تھا ۔ امن وامان ختم ہوچکا تھا ۔ انسانی خون پانی کی طرح بہایا جارہا تھا ۔ کیا اس وقت انسانیت کی تذلیل نہیں کی جارہی تھی ؟ ایسے اور بھی متعدد سوالات ہیں جن سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ دشمنان اسلام اب طالبان کی کامیابی سے خائف ہوچکے ہیں اور یہ جان چکے ہیں کہ طالبان کی یلغار کو اب ریت کی دیواروں سے نہیں روکا جاسکتا ۔ امریکہ و یورپ کو اپنا مستقبل خطرہ میں نظر آرہا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ جھوٹے اور غلط پراپیگنڈے کرکے طالبان حکومت کو کمزور کرنے کی ناکام کوشش کررہے ہیں لیکن جس کیساتھ اللہ رب کائنات کی نصرت شامل حال ہو ۔ اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا ۔ باالفاظ دیگر " جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے " اللہ تعالیٰ طالبان کا اور تمام مسلمانوں کا حامی وناصر ہو ۔ (آمین)

بقیہ صـ 32 سے

آپکے بارے میں یہ چند اپنے بے ربط اور پراگندہ احساسات تھے جوکہ راقم نے قارئین کے اصرار پر سپرد قلم کیے اور اس سے قبل ۵ نومبر کے روزنامہ "جنگ" لاہور میں بھی حضرت کی آمد کے حوالے سے ایک کالم قلمبند کیا تھا ۔ آپکے ساتھ گزرا ہوا یادگار وقت لوح قلب پر جگمگاتا رہے گا یہی پاکیزہ یادیں ذہن کے دریچوں کو عمر بھر معطر کرتی رہیں گی ۔ اور فکروشعور کا دامن سدا مہکتا رہیگا

رات کی رانی کا جھونکا تھا کسی کی یاد میں دیر تک آنگن مرے احساس کا مہکا رہا